© rasailojaraid.com

قرآن کی نظر میں مشورے کی اہمیت

ڈاکٹر گل رحیم جوہر

صدر "پیغام قرآن اوپن اکیڈمی" ھنگو، سرحد

اس وقت انسانیت ایک دوراہے پر کھڑی ہے۔ انسانوں کے خود ساختہ نظام ہائے حیات ایک ایک کر کے دنیا کے تجربہ گاہ میں ناکام ہو رہے ہیں۔ کمیونزم کا تجربہ روس میں ناکام ہو چکا ہے جبکہ چین میں یہ بڑی تبدیلیوں سے گذر رہا ہے۔ امریکہ کی قیادت میں سرمایہ دارانہ سودی نظام نے انسان کو سکون قلب سے محروم کر دیا ہے۔ جس کا چہرہ تو روشن ہے لیکن اندرون چنگیز سے تاریک تر ہے۔ قرآن حکیم میں قوم عاد اور دوسری تباہ شدہ اقوام کی جو خصوصیات بیان کی گئیں ہیں ان تمام خصوصیات کی حامل قومیں اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ انسانیت بحیثیت مجموعی تباہی اور موت کے دروازے پر کھڑی ہے لیکن اس کے باوجود دنیا کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب قرآن حکیم من و عن مکمل اور محفوظ صورت میں موجود ہے۔ [illegible] نے [illegible] چودہ سو سال پہلے عدل، انصاف، آزادی اور مساوات کے ایک حیات بخش نظام سے متعارف کروایا۔ جب قیصر و [illegible] کی [illegible] حکومتیں قائم تھیں اور یونان میں جمہوریت کے صرف چند دھندلے اور نا تمام نقوش پائے جاتے تھے۔ قرآن حکیم [illegible] اصولوں کے مطابق صدر اسلام کے مسلمانوں نے حاکمیت اللہ اور خلافت جمہور [illegible] ریاست قائم کی۔ یہ ریاست تاریخ میں خلفاء راشدین یا خلافت علیٰ منہاج نبوت کے نام [illegible] مشہور ہے۔ اس نے انسانی تاریخ میں پہلی بار ایک عام شہری کو یہ حق دیا کہ وہ بلا کسی خوف و خطر کے آزادی کے ساتھ [illegible] عہدیدار حتیٰ کہ امیر المومنین (سربراہ حکومت) کا احتساب کر سکتا ہے۔

آج شیاطین جن وانس پریشان ہیں کہ دنیا ایک دفعہ پھر کہیں اس نظام [illegible] رجوع نہ کر لے۔ بقول اقبالؒ

ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس وقت دنیا میں بین الاقوامی کفر کے زیر اثر ذرائع ابلاغ مختلف حربوں سے کام لے کر اسلام کا ایک خوفناک اور بھیانک تصور پیش کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت ہے نہ اظہار رائے کی آزادی' پریس کی آزادی ہے نہ اجتماع کی۔ اسلام میں سیاسی جماعتوں اور حزب اختلاف کا تصور نہیں ہے۔ مغرب کی طرف سے عورتوں اور اقلیتوں کو خاص طور پر اسلام سے بدظن کیا جارہا ہے اور کہا جارہا ہے کہ اسلامی نظام میں ان کے حقوق متاثر ہوں گے کیونکہ وہ اسمبلیوں کے ممبر نہیں بن سکیں گے تو ایسی حالت میں وہ اپنے حقوق کے حصول کے لئے کیسے آواز اٹھائیں گے ؟ اس طرح دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اسلامی نظام میں دہشت اور گھٹن کی ایک فضا ہے۔ اس لئے اسلام مسلط نہیں' جمہوریت کے اس دور میں ایک ترقی یافتہ جدید ریاست کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا۔

سطور ھذا میں ان سوالات کا جواب قرآن حکیم کے احکام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل' سنت خلفاء راشدین آئمہ عظام' اور امت کے صف اول کے مفسرین' محدثین اور دانشوروں کے اقوال کی روشنی میں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے پہلے حصے میں اسلام کے سیاسی نظام کے بنیادی اصول یعنی شوریٰ اور مشورہ کے متعلق بحث کی گئی ہے اور آخری حصہ میں شوریٰ کے اصول کی چار دیواری میں رہتے ہوئے عصر حاضر کے عرف عام یعنی بالغ رائے دہی کی بنیاد پر رئیس مملکت اور مجلس شوریٰ کے انتخاب' سیاسی جماعتیں اور عورتوں اور غیر مسلموں کی نمائندگی وغیرہ جیسے مسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے' ان کو جماعت صحابہ نے اپنا امیر منتخب نہیں کیا تھا' اس لئے وہ مختار کل تھے' جو چاہتے کر سکتے تھے' لیکن ان کی پیغمبرانہ ذمہ داریوں میں تلاوت قرآن اور تعلیم کتاب وحکمت کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کا تزکیہ (تربیت و تنظیم) بھی شامل تھا۔ اس لئے قرآن حکیم میں جن احکام اور اعمال کا حکم آتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قول اور فعل سے ان پر عمل کر کے دکھاتے۔

قرآن حکیم میں "مشورہ" کا حکم سب سے پہلے سورۃ شوریٰ میں سعادت و کامیابی کے نو لازمی صفات کے ضمن میں آیت نمبر (۳۸) میں اس طرح آیا ہے: "اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا ہر اہم کام (جس میں اللہ کی طرف سے کوئی معین حکم نہ ہو) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے۔ وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔" (۱)

اس آیت مبارکہ میں نماز اور زکوۃ کے درمیان "شوریٰ" کا ذکر قابل غور ہے۔ قرآن حکیم کا عام اسلوب تو یہ ہے۔ کہ اکثر نماز کے ساتھ متصل زکوۃ کا حکم ہوتا ہے' لیکن یہاں اس کے برخلاف نماز اور زکوۃ کے درمیان شوریٰ کا ذکر غیر معمولی انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہی سمجھ آتا ہے کہ شورائی یعنی جمہوری نظام قائم کرنا نماز کی طرح فرائض میں سے ہے۔ اور اہل ایمان کی نمایاں صفات میں سے ایک صفت ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر کیسے عمل کر کے دکھایا۔ یہ جاننے کے لئے ہم سورۃ العمران کی آیت نمبر ۱۵۹ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

''اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے'' (۲)

یہ آیت مبارکہ جنگ احد کے بعد نازل ہوئی ہے' جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی۔ غزوۂ احد کے لئے نکلنے سے پہلے رسول اللہؐ کی اپنی رائے یہ تھی کہ شہر کے اندر مورچے بنائے جائیں' بعض اکابر صحابہؓ کی رائے بھی یہی تھی' لیکن اجتماع عام میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنے کے بعد پر جوش نوجوانوں کی اکثریت یعنی جمہور کی رائے یہی ہوئی کہ باہر میدان میں جا کر لڑنا چاہیئے چنانچہ آپؐ نے یہی کیا۔ (۳)

لیکن احد میں شکست کھانے کے بعد یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشورہ نہ کرتے اور جمہور کی رائے کی بجائے اپنی رائے پر عمل کرتے تو شکست نہ ہوتی' اس لئے آئندہ کے لئے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے مشورہ کا حکم دوبارہ نازل فرمایا اور قیامت تک امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے قرآن میں درج فرمایا۔ واضح بات ہے کہ جب سید المرسلینؐ جن پر وحی نازل ہوتی تھی' کو امر کے صیغہ سے (وشاورھم) ہدایت دی جا رہی ہے کہ مسلمانوں سے ان کے معاملات میں مشورہ کیجئے تو مسلمانوں کے عام مذہبی اور سیاسی امراء اور حکام' جن پر نہ وحی نازل ہوتی ہے نہ وہ پیغمبر ہیں' کیسے اس حکم سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں؟

سورہ شوریٰ کی آیت ۳۸ اور سورہ آلعمران کی آیت نمبر ۱۵۹ کے علاوہ قرآن حکیم میں ''مشورہ'' کا حکم تیسری بار خاندانی نظام کے سلسلہ میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۳ میں آیا ہے۔ کہ مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں ...... ''لیکن'' اگر دونوں (ماں باپ) اپنی رضامندی اور باہمی مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں (تو چھڑا سکتے ہیں) (۴) دونوں پر کچھ گناہ نہیں''۔۔۔ یہاں گھریلو سطح پر ایک چھوٹے اور سادہ سے معاملہ میں بھی باہمی مشورہ اور رضامندی سے بات طے کرنے کا حکم ہے۔ حالانکہ مرد گھر کا حاکم اور ''امیر'' ہے۔ لیکن اکیلا فیصلہ کرنے کا حق نہیں رکھتا' بیوی سے مشورہ لینے اور اس کی رضامندی حاصل کرنے پر مکلّف ہے۔ قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیات مبارکہ کی روشنی میں ''اسلام میں شوریٰ کا مفہوم'' امت کے اکابر مفسرین نے اس طرح متعین کیا ہے۔

۱: مشورہ صرف انہی چیزوں میں مسنون ہے جن کے بارے میں قرآن و حدیث کا کوئی واضح حکم موجود نہ ہو۔ (۵)

یعنی ''مسلمان شرعی معاملات میں اس امر پر تو مشورہ کر سکتے ہیں کہ نص کا صحیح مفہوم کیا ہے اور اس پر عمل درآمد کس طرح کیا جائے' تاکہ اس کا منشا ٹھیک طور پر پورا ہو' لیکن اس غرض سے کوئی مشورہ نہیں کر سکتے کہ جس معاملہ کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے کر دیا ہو اس میں وہ خود کوئی آزادانہ فیصلہ کریں۔ (۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲ : جس معاملہ کا تعلق دو یا دو سے زائد آدمیوں کے مفاد سے ہو' اس میں کسی ایک شخص کا اپنی رائے سے فیصلہ کر ڈالنا اور دوسرے متعلقہ اشخاص کو نظر انداز کر دینا زیادتی ہے۔ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ ایک معاملہ جتنے لوگوں کے مفاد سے تعلق رکھتا ہو اس میں سب کی رائے لی جائے' اور اگر وہ کسی بہت بڑی تعداد سے متعلق ہو تو ان کے معتمد علیہ نمائندوں کو شریک مشورہ کیا جائے۔ (۷)

۳ : اسلامی حکومت ایک شورائی حکومت ہے جس میں امیر مملکت کا عزل و نصب جمہور کے اختیار میں دے دیا گیا ہے۔ (۸)

سربراہ مملکت کو مشورہ دینے کے لئے بھی وہ لوگ مقرر کئے جائیں جن کو قوم کا اعتماد حاصل ہو۔ (۹)

۴ : امام کے لئے ضروری ہے کہ جماعت سے مشورہ کرے' لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود بھی صاحب عزم ہو۔ (۱۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ "عزم" کیا ہے؟ فرمایا: "ذی رائے لوگوں سے مشورہ کرنا اور پھر ان کے فیصلے کی پیروی کرنا" (۱۱)

اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عزمت کا مطلب شوریٰ کے فیصلے کے نفاذ میں عزم و توکل ہے۔ اس کے فیصلے کو رد کرنے کا عزم مراد نہیں ہے۔ (۱۲)

۵ : بعض علماء نے کہا ہے۔ کہ صرف صحابہ کرامؓ کے اعزاز اور دل جوئی کے لئے مشورہ کا حکم آپ کو دیا گیا ہے۔ لیکن امام ابو بکر جصاصؒ نے فرمایا کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ معلوم ہو کہ ہمارے مشورہ پر کوئی عمل نہیں ہو گا' اور نہ مشورہ کا کسی کام پر اثر ہے۔ تو پھر اس مشورہ میں کوئی دل جوئی اور اعزاز بھی نہیں رہتا۔ (۱۳)

۶ : مشورہ شریعت کے مسلمہ اصولوں اور اہم ترین احکام میں سے ہے اور جو حاکم اہل علم و دین سے مشورہ نہیں کرتا بلکہ خود رائی سے کام لیتا ہے اسے معزول کر دینا لازمی ہے ...... خلفاء اور حکام پر واجب ہے کہ دینی معاملات میں علماء سے' جنگی امور میں قائدین لشکر اور ماہرین حرب سے' عام فلاح و بہبود کے کاموں میں سرداران قوم سے اور ملکی ترقی اور آبادی کے متعلق عقلمند وزراء اور تجربہ کار عہدہ داروں سے مشورہ کریں۔ (۱۴)

۷ : یہ بات ضرور ہے کہ اکثریت کی رائے میں فی الجملہ صحت کا گمان غالب ہے۔ اس وجہ سے فصل نزاعات میں اگر اس کے فیصلہ کو مانا جائے تو مصلحت کے پہلو سے یہ راہ مامون ہے۔ بالخصوص ایسے زمانے میں جبکہ اتباع ہوا کا زور ہے اور اختیار و اقتدار کو حدود کے اندر استعمال کرنے والے لوگ کمتر ہیں۔ (۱۵)

۸ : جو مشورہ اہل شوریٰ کے اجماع (اتفاق رائے) سے دیا جائے یا جسے ان کے جمہور (اکثریت) کی تائید حاصل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو' اسے تسلیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرما رہا ہے کہ ان معاملات میں ان سے مشورہ لیا جاتا ہے" بلکہ یہ فرما رہا ہے کہ ان کے معاملات آپس کے مشورہ سے چلتے ہیں۔ اس ارشاد کی تکمیل (تعمیل) محض مشورہ لے لینے سے نہیں ہو جاتی' بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ مشاورت میں اجماع یا اکثریت کے ساتھ جو بات طے ہو اسی کے مطابق معاملات چلیں۔ (١٦)

٩ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاملات دین میں کسی کے مشورے کے محتاج نہیں تھے۔ اس لئے کہ آپؐ ہر کام وحی کی رہنمائی میں کرتے تھے۔ لیکن سیاسی اور انتظامی معاملات میں آپؐ اپنے صحابہؓ سے برابر مشورہ کرتے تھے۔ اور اس طرح گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے طرز عمل سے اس شورائیت کی بنیاد ڈالی جو اسلام کے سیاسی نظام کی ایک بنیادی خصوصیت رہی ہے۔ (١٧)

١٠ : ابن جریرؒ طبری' امام جصاص حنفیؒ' امام بغویؒ' ابن جوزیؒ' امام رازیؒ' امام قرطبیؒ' علامہ نسفیؒ' علامہ علاؤالدین بغدادی صاحب خازن' ابن کثیرؒ' قاضی ثناء اللہ پانی پتی' اور علامہ آلوسیؒ سب نے اپنی تفاسیر میں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ کو مشورہ لینے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ امت کے لئے شورائیت کی سنت قائم ہو جائے تاکہ آئندہ امت آمریت کے راستہ پر نہ چلے۔ (١٨)

١١ : مشورہ میں کسی عورت سے بھی رائے لینا کوئی ممنوع کام نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے یہ بات ثابت ہے۔ (١٩)

• حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ایک حدیث میں : رسول اللہؐ نے فرمایا۔ "جب تمہارے حکام تم میں سے بہترین آدمی ہوں اور تمہارے مالدار سخی ہوں' اور تمہارے معاملات آپس میں مشورہ سے طے ہوا کریں' تو زمین کے اوپر رہنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے حکام بدترین افراد ہوں۔ اور تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کے اندر دفن ہو جانا تمہارے زندہ رہنے سے بہتر ہوگا۔ (٢٠)

اس حدیث میں عزت و آرام کی زندگی کے لئے تین چیزوں کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور یہی تین چیزیں اسلامی ریاست اور صالح معاشرے کی بنیادی شرطیں ہیں' یعنی صالح قیادت' غریبوں کی کفالت اور شورائیت۔ (٢١)

اس حدیث میں عورتوں سے مشورے لینے یا ان کی کسی صحیح اور صائب رائے پر عمل کرنے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ ان کو تمام فیصلوں میں خود مختار اور ذمہ دار بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن میں فرمایا گیا ہے :

الرجال قوامون علی النساء مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ (٢٢)

وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی' جس نے اپنے معاملات کا اختیار عورت کو دیدیا ہو۔ (حدیث رسولؐ) اس آیت اور اس حدیث میں مشورہ دینے یا فتویٰ و تحقیق کرنے یا تجویز پیش کرنے سے عورت کو منع نہیں کیا گیا بلکہ حکومت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا پورا نظام عورتوں کے ہاتھ میں دینے سے منع کیا گیا ہے۔(۲۳)

۱۲ : 1951ء میں کراچی میں برصغیر کے مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام (جن میں مفسرین ‘محدثین‘ فقہاء اور مفتیان دین شامل تھے) نے دستور پاکستان کی اساس بنانے کے لئے جو بائیس (۲۲) بنیادی اسلامی اصول متفقہ طور پر مرتب کئے تھے۔ ان میں اسلام کے سیاسی نظام کے لئے جمہوریت بطور اصول تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ”رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہو گی اور وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔“ (دفعہ ۱۴) رئیس مملکت کے تدین ‘صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندگان کو اعتماد ہو“۔ (دفعہ ۱۲) ”رئیس مملکت کو کثرت رائے سے معزول کیا جاسکتا ہے“۔ (دفعہ ۱۶) ”رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے“۔ (دفعہ ۱۵) ”باشندگان ملک کو شریعت اسلامیہ کے عطا کئے ہوئے تمام حقوق حاصل ہوں گے۔ یعنی حدود و قانون کے اندر تحفظ جان و آبرو آزادی مذہب و مسلک ‘ آزادی عبادت ‘ آزادی اظہار رائے اور آزادی اجتماع“۔ (دفعہ ۷) (۲۴)

شوریٰ اور مشورہ کے متعلق ان توضیحات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام میں ہر کام جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی معین حکم موجود نہ ہو ‘چھوٹے سے گھریلو مسئلہ سے لے کر رئیس مملکت اور مجلس شوریٰ کا انتخاب جیسے اہم ترین امور تک سب کام مسلمانوں کے باہمی رضامندی اور مشورہ سے طے ہوں گے۔ چودہ سو سال پہلے اسلام نے دنیا کے سامنے یہ اصول رکھا اور آج پوری دنیا میں اس اصول کا لوہا مانا جا چکا ہے۔(۲۵)

سیاست اور ریاست کے معاملہ میں اسلام کے اس زرین اصول کو جس ملک اور قوم نے بھی اپنا لیا ‘ترقی اور سرخ روئی نے اس کے قدم چوم لئے کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اور فطرت کے طبعی قوانین کی طرح اس کے اخلاقی قوانین پر بھی جس زمانہ اور جس ملک و قوم میں عمل کیا جائے گا نتیجہ وہی ایک نکلے گا۔ پانی ‘ہوا ‘روشنی ‘گرمی ‘سردی ‘غلہ کھانا اور زہر کھانے کے جو اثرات ایک مسلمان پر مرتب ہوتے ہیں وہی کافر پر بھی مرتب ہوں گے اس لئے مشورہ اور شوریٰ کے فطری اور جمہوری اصول پر جو قومیں عمل پیرا ہیں خواہ وہ کافر ہوں یا مسلمان ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اظہر من الشمس ہیں۔ اسی طرح جن ممالک میں چوری ‘ڈاکہ ‘حیا اور حجاب کے اسلامی قوانین نافذ ہیں ‘وہاں امن و امان ان ممالک کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے جہاں یہ قوانین نافذ نہیں ہیں۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے حکومتی اور ریاستی سطح پر شوریٰ کے قرآنی حکم اور سنت رسولؐ پر کماحقہ عمل کر کے نہیں دکھایا۔ ”بلکہ اس سلسلہ میں بنی اسرائیل کی تقلید کی ‘جو کہ شریعت کے احکام پر سچائی کے ساتھ عمل نہیں کرتے تھے۔ اور ان سے بچنے کے لئے طرح طرح کے شرعی حیلے گھڑ لیتے تھے یعنی نمائشی طور پر تو ان کی تعمیل کر لیتے ‘لیکن جو حقیقی مقصد تھا وہ پورا نہیں کرتے تھے۔(۲۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس کی ایک واضح مثال قرآن میں یوم السبت کے حوالہ سے دیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہفتے کو مقدس اور عبادت کا دن قرار دے کر' اس دن حصول معاش کے لئے کوئی کام کرنا حرام قرار دیا تھا۔ لیکن بنی اسرائیل نے شریعت کے حکم سے بچنے کے لئے یہ حیلہ نکالا کہ سنیچر کے دن دریا میں ہی مچھلیاں گھیر کر بند لگاتے اور اگلے روز ان گھری ہوئی مچھلیوں کو نکال لاتے اور اپنے ضمیر اور خلق خدا کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے کہ ہم نے شریعت کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ اسی طرح ظالم امراء اور فاسق اہل سیاست نے بھی شوریٰ کے واضح قرآنی حکم کے سلسلہ میں حیلوں سے کام لے کر اس کی حقیقت اور روح گم کر دی کہ مجلس شوریٰ تھی بھی' نہیں بھی تھی۔ جب چاہا اپنی مرضی کے اہل حل و عقد جمع کر کے ان سے اپنی مرضی کے مطابق فیصلوں کی توثیق کرائی اور انہوں نے جو کچھ کیا اس کو "علماء" کے ایک گروہ نے قرآن و سنت ثابت کرنے کی کوشش کر کے ظلم و طغیان کے لئے مذہبی ڈھال فراہم کر دی۔

حوالہ جات

۱: سورہ الشوریٰ' آیت ۳۸
۲: سورہ العمران' آیت ۱۵۹
۳: اردو ترجمہ ابن کثیر۔ ج ا۔ ص۔ ۴۸۱
۴: سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۳
۵: مفتی محمد شفیع' معارف القرآن۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۲۲۰
۶: مولانا مودودی' تفہیم القرآن۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۵۱۰
۷: تفہیم القرآن۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۵۰۸
۸: معارف القرآن۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۲۲۳
۹: تفہیم القرآن۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۵۱۰
۱۰: ابو الکلام آزاد' تفسیر ترجمان القرآن۔ ج۔ ا۔ ص۔ ۳۸۳
۱۱: ابن کثیر حوالہ تفسیر عثمانی۔ ص۔ ۹۲
۱۲: مولانا گوہر رحمٰن۔ اسلامی سیاست۔ ص۔ ۲۹۴
۱۳: مفتی محمد شفیع' معارف القرآن۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۲۲۱
۱۴: قرطبی حوالہ ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ' ج۔ ا۔ ص۔ ۲۹۱
۱۵: مولانا امین احسن اصلاحی' تدبر قرآن۔ ج۔ ا۔ ص۔ ۸۱۲
۱۶: تفہیم القرآن۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۵۱۰
۱۷: تدبر قرآن۔ ج۔ ا۔ ص۔ ۸۱۰
۱۸: اسلامی سیاست۔ ص۔ ۲۷۷
۱۹: معارف القرآن۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۲۱۹
۲۰: مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق۔ باب تفسیر الناس۔ حوالہ اسلامی سیاست۔ ص۔ ۲۸۶
۲۱: اسلامی سیاست۔ ص۔ ۲۸۶
۲۲: سورہ النساء آیت نمبر ۳۴
۲۳: اسلامی سیاست۔ ص۔ ۳۰۹
۲۴: پاکستان کے تمام فرقوں کے ۳۱ علماء کرام کے ۲۲ نکات
۲۵: معارف القرآن
۲۶: تفسیر ترجمان القرآن۔ ج۔ ا۔ ص۔ ۲۷۶

© rasailojaraid.com